ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی

عزت مآب جناب محمد نوید اقبال صاحب کا

تاریخ ساز فیصلہ

"نبوت کا جھوٹا دعویدار سزائے موت کا مستحق ہے۔"

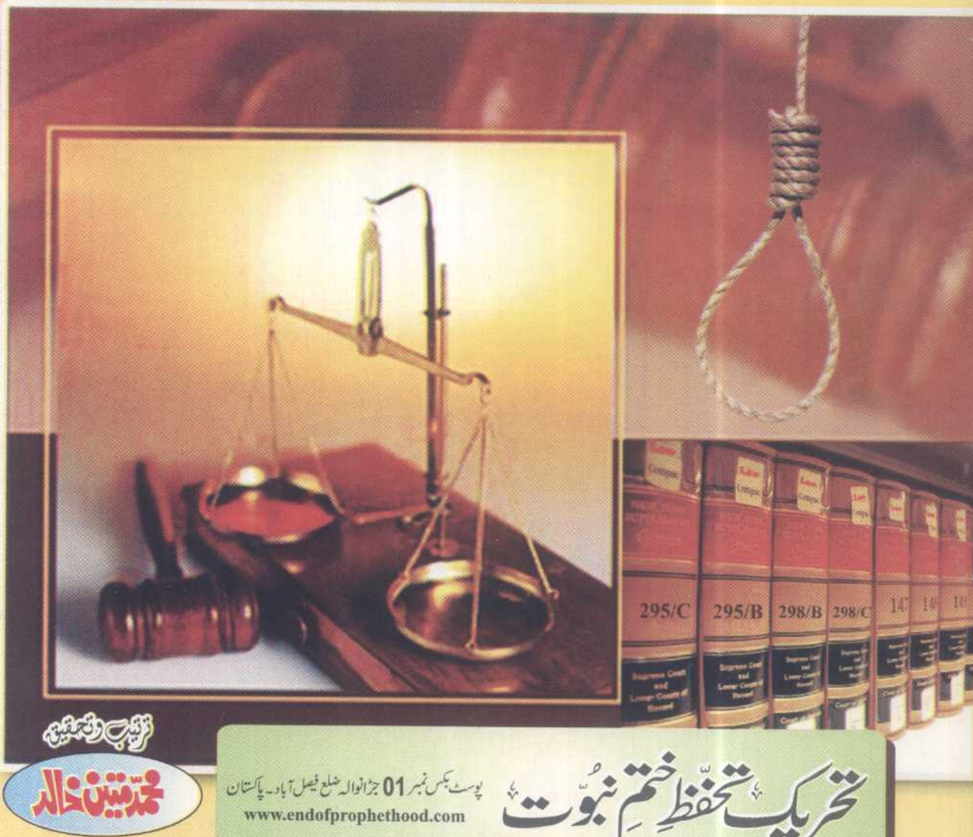

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت

پوسٹ بکس نمبر 01 جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔ پاکستان

www.endofprophethood.com

ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی

عزت مآب جناب محمد نوید اقبال صاحب کا

تاریخ ساز فیصلہ

"نبوت کا جھوٹا دعویدار سزائے موت کا مستحق ہے۔"

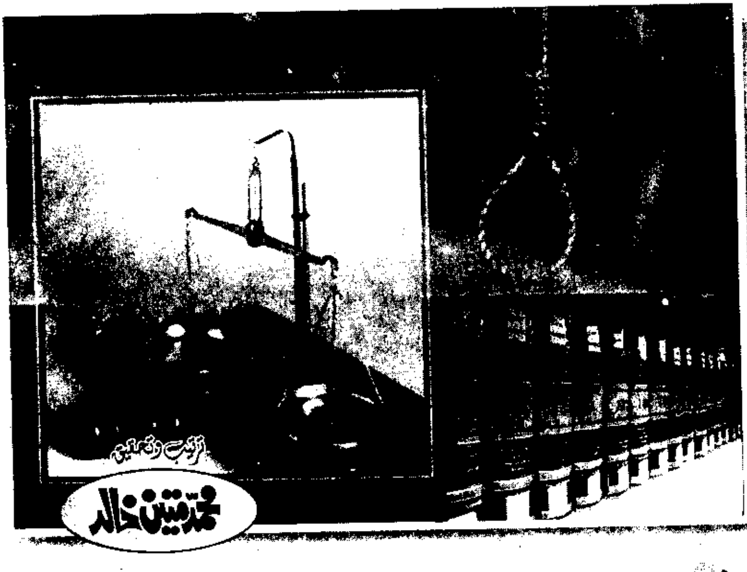

تحریک تحفظ ختم نبوت

پوسٹ بکس نمبر 01 جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔ پاکستان

www.endofprophethood.com

انتساب!

عدالت کے ایوانوں میں حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کا دفاع کرنے والے وکیلان ختم نبوت

- جناب محمد آصف بھلی (سیالکوٹ) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
- جناب ملک خالد مسعود (تلہ گنگ) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
- جناب شکیل احمد غوری (لاہور) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
- جناب محمد شہزاد اسلم (گجرات) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

کے نام

پوری ملت اسلامیہ آپ کی عظمت کو سلیوٹ کرتی ہے۔

دل کی بات

امریکہ سمیت پورا مغرب دینِ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری طرح صف آرا ہو چکا ہے۔ وہ مسلمانوں کی مقدس ترین ہستی حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کی بھرپور سرپرستی اور معاونت کرتا ہے۔ ایسا ہی مظاہرہ اُس نے حال ہی میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے گستاخ رسول اصغر کذاب کے معاملے پر کیا۔ 23 جنوری 2014ء کو ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی جناب محمد نوید اقبال نے برطانوی نژاد جھوٹے مدعی نبوت اور گستاخ رسول اصغر کذاب کو توہین رسالت ﷺ کا جرم ثابت ہونے پر سزائے موت اور دس لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ اصغر کذاب برطانیہ کے شہر ایڈنبرگ سکارٹ لینڈ Edimburgh Scotland کا رہائشی ہے۔ چند سال پہلے اُس نے راولپنڈی میں رہائش اختیار کی۔ تفصیلات کے مطابق ستمبر 2010ء میں راولپنڈی کے پوش ایریا گلزار قائد سے ملحق ایئر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کے رہائشی برطانوی نژاد اصغر نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کی جسارت یہاں تک بڑھی کہ وہ خود کو حضرت محمد مصطفی ﷺ سے افضل کہتا۔ (نعوذ باللہ)! اس سلسلہ میں اُس نے باقاعدہ اپنے ویزیٹنگ کارڈ اور لیٹر پیڈ چھپوا رکھے تھے جو سادہ لوح مسلمانوں میں تقسیم کرتا اور اپنی تعلیمات کی دعوت دیتا۔ ملعون اصغر کی اس ناپاک جسارت پر علاقہ بھر کے مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیلا۔ غیرت وحمیت کے پیکر ملک محمد حفیظ اعوان نے ملزم کے خلاف اندراج مقدمہ کی درخواست دی۔ چنانچہ 22 ستمبر 2010ء کو تھانہ صادق آباد ایئر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی پولیس چوکی نے ملزم کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-295 اور ایف آئی آر نمبر 842/10 کے تحت باقاعدہ مقدمہ درج کر کے اُسے گرفتار کر لیا۔ دوران تفتیش ملزم نے اعتراف کیا کہ وہ اللہ کا نبی اور رسول (نعوذ باللہ) ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ راولپنڈی اور اُس کے مضافات میں "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے جتنے بھی سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بنوائے اور لگوائے ہیں۔ پولیس نے ملزم کے اس اعترافی بیان کی باقاعدہ ایک ویڈیو بنوائی تا

کہ وہ عدالت میں اپنے اس بیان سے منحرف نہ ہو سکے۔ پولیس نے مقدمہ کا چالان مکمل کر کے ملزم کو اڈیالہ جیل بھجوا دیا۔ ملزم کی طرف سے کئی وکلا پیش ہوئے جن میں سابق گورنر پنجاب کی قریبی عزیزہ بیرسٹر سارہ بلال پیش پیش تھی۔ سارہ بلال نے کیس کی سماعت کے دوران کئی مرتبہ جج صاحب سے نہایت بدتمیزی کا رویہ اختیار کیا جس پر انہوں نے بے حد رواداری اور برداشت کا مظاہرہ کیا۔ مقدمہ کو 3 سال تک غیر ضروری طوالت دینے، جج صاحب کو نفسیاتی طور پر مرعوب کرنے، اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈے پر کام کرنے والی ڈالرائزڈ این جی اوز کے بے بنیاد واویلا کرنے اور بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے مقدمہ پر اثر انداز ہونے کے کئی منفی ہتھکنڈے آزمائے گئے۔ عدالت میں ملزم کی طرف سے مؤقف اختیار کیا گیا کہ وہ پاگل پن کی بیماری Paranoid Schizophrenia کا مریض ہے۔ اس پر محترم جج صاحب نے ملزم کے دماغی معائنہ کے لیے ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دینے کا حکم دیا جس پر ماہر ڈاکٹروں پر مشتمل ایک بورڈ نے ملزم کا مکمل طبی معائنہ اور ٹیسٹ وغیرہ کیے۔ میڈیکل بورڈ نے ملزم کی ذہنی حالت بالکل تسلی بخش قرار دیتے ہوئے اُسے ایک صحت مند نارمل شخص قرار دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام آباد کے پوش ایریاز میں ملزم نے کروڑوں روپے کی مہنگی ترین چھ کوٹھیاں خریدی ہیں جن کی رجسٹریاں باقاعدہ اُس کے نام ہیں۔ یہاں تو اُس کی نام نہاد بیماری نے کوئی غلطی نہیں کی۔ ملزم کی روزمرہ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس سے اُس کا پاگل پن ثابت ہو۔ لیکن جب شان رسالت ﷺ میں توہین کا مقدمہ درج ہوتا ہے تو ایسے ملزم کو پاگل پن کی بیماری کا شکار قرار دے کر اُسے بچانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ ایک موقع پر جب عدالت نے ملزم کے اعتراف جرم کی ویڈیو طلب کی تو پتا چلا کہ متنازع ویڈیو ریکارڈ سے غائب ہے۔ کافی تگ و دو کے بعد اس متنازع ویڈیو کا سراغ ملا اور ''اوپر'' سے حکم آیا کہ یہ ویڈیو عدالت کے علاوہ کہیں استعمال نہ ہوگی کیونکہ اس سے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس کیس کی سب سے بڑی خوبی اس کی غیر جانبدارانہ اور شفاف ترین تفتیش ہے جو انتہائی ایماندارانہ شہرت کے حامل پولیس آفیسر جناب زرات کیانی ایس پی نے کی۔ قانون توہین رسالت کے مخالفین کا مطالبہ تھا کہ اس قانون کے تحت درج کیے گئے مقدمہ کی تفتیش ایس ایچ او وغیرہ نہ کرے بلکہ ایس پی کے عہدہ کا حامل آفیسر اس کی تفتیش کرے۔ مشرف دور میں یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا اور اب اس قانون کے تحت درج کیے گئے ہر مقدمہ کی تفتیش ایس پی کے عہدہ کے برابر پولیس آفیسر کرتا ہے۔ چنانچہ اس کیس کی تفتیش بھی ایک ایس پی نے کی

اور اپنی تفتیش میں انہوں نے ملزم اصغر کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا۔اب یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ مقدمہ غلط درج ہوا۔کیا یہ ژاژ خائی آئین و قانون سے بغاوت کے زمرے میں نہیں آتی؟ قرآن وسنت پر مبنی قانون توہین رسالت ﷺ کے خلاف آسمان سر پر اُٹھا لینے اور اس قانون کو ختم کر دینے کا مطالبہ کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس قانون کے تحت ابھی تک کسی ایک ملزم کو بھی سپریم کورٹ سے سزائے موت نہیں ہوئی۔یہ قانون ملزم کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔لاہور ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا تھا:

"مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔سی کے احکام نے یہ بات ممکن بنادی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جا سکے اور معاشرہ میں یہ رجحان پیدا کر دیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔تعزیرات پاکستان کی محولہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آ جاتا ہے۔اس امر کے پورے مواقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے۔کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔سی کے احکام کی تنسیخ کردی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہو جائے گا۔" (پی ایل ڈی 1994ء لاہور 485)

22 جنوری 2014ء کو ملزم نے عدالت کے سامنے اپنے نبی ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے جج صاحب سے درخواست کی کہ اُسے اعتراف جرم کرنے پر کم سے کم سزا سنائی جائے۔جج صاحب نے ملزم سے دریافت کیا کہ کیا آپ یہ بات ہوش وحواس میں کہہ رہے ہیں؟ ملزم نے کہا جی سر! میں یہ سب سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔اس پر جج صاحب نے ملزم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنا یہ اعترافی بیان کاغذ پر تحریر کر دے۔اس پر ملزم اصغر نے عدالت کے روبرو اپنے نبی ہونے کا اعترافی بیان کاغذ پر تحریر کر کے اُس پر اپنے دستخط بھی ثبت کر دیے۔جج صاحب نے ملزم کے وکیل کو گواہ بناتے ہوئے اُس کے دستخط بھی اس بیان پر کروا لیے۔بعد ازاں جج صاحب نے رائٹنگ ایکسپرٹ سے ان کے دستخط کے اصل ہونے کا سرٹیفکیٹ لیا۔چنانچہ جج صاحب نے فریقین کے وکلا کی بحث مکمل ہونے اور دیگر قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد 23 جنوری

2014ء کو شام 4 بجے اڈیالہ جیل میں ملزم کو سزائے موت دینے کا حکم سنایا۔ اس کے چند دن بعد ملزم کے وکلا نے اس کی سزا کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔

مغربی میڈیا میں اس کیس پر دو اعتراضات کیے جا رہے ہیں، پہلا یہ کہ یہ کیس اوپن عدالت کے بجائے اڈیالہ جیل میں سخت سیکورٹی کے حصار میں سماعت کیا گیا۔ یہ بے جا اعتراض ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کی بہترین مثال ہے۔ کیس کی سماعت کے پہلے روز ہی ملزم کے وکلا نے حکومت پنجاب سے تحریری درخواست کی تھی کہ چونکہ یہ ایک حساس کیس ہے اور ملزم کی جان کو خطرہ ہے۔ لہٰذا اس کی سکیورٹی کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ چنانچہ حکومت نے ملزم کی درخواست پر متعلقہ حکام کو اڈیالہ جیل میں ہی اس کیس کی سماعت کے انتظامات کرنے کے احکامات جاری کیے۔ دوسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ عدالت نے ملزم کی وکیل سارہ بلال کو کیس سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حکومت کی طرف سے ملزم کے لیے ایک نیا وکیل مقرر کیا جو سراسر ناانصافی ہے۔ یہ بے جا اعتراض ''چوری اور سینہ زوری'' کے مصداق ہے۔ یاد رہے کہ اس کیس کی تقریباً تین سال تک سماعت ہوتی رہی۔ اس دوران میں ملزم کی وکیل سارہ بلال نے ایک دفعہ بھی کیس پر دلائل نہیں دیے بلکہ ہر سماعت پر مختلف بہانے تراش کر اگلی سماعت کی تاریخ لے لی جاتی۔ کبھی کہا جاتا کہ ملزم بیمار ہے، کبھی کہا جاتا تیاری نہیں ہے، کبھی کہا جاتا کہ مجھے چھٹیاں گزارنے یورپ جانا ہے، کبھی کہا جاتا کہ عدالت پر اعتماد نہیں اور کبھی کہا جاتا کہ اس کیس کی سماعت کے بغیر ہی مقدمہ ختم کر دیا جائے۔ یوں یہ اہم کیس تقریباً تین سال تک تاخیری حربوں کا شکار رہا۔ آخر کار ملزم کی وکیل کی کیس میں عدم دلچسپی کی بنا پر عدالت نے ملزم کی خاتون وکیل کے ساتھ ایک قابل سرکاری وکیل بھی مقرر کر دیا تاکہ کیس میں مزید تاخیر نہ ہو۔ اس پر ملزم کی وکیل نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔ لاہور ہائی کورٹ نے اس سارے معاملے کا بغور جائزہ لینے کے بعد درخواست مسترد کر دی۔

اس کیس کے مدعی حفیظ اعوان نے انکشاف کیا کہ انہیں اس کیس کی پیروی کرنے کے نتیجہ میں اندرونی اور بیرونی شدید دباؤ کا سامنا ہے۔ انہیں اور اُن کے اہل خانہ کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اُن کے رشتہ داروں پر جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے اس اہم اور نازک کیس کی پیروی جناب راجا شجاع الرحمٰن نے کی۔ انہوں نے جس جانفشانی سے اس مقدمہ میں دلائل دیے، وہ اُن کی محبت رسول ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کیس میں تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنی زندگی کے شب و روز وقف کر دینے والے

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبدالوحید قاسمی صاحب کی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اسی طرح مفتی محمد حنیف قریشی کی گرانقدر خدمات بھی قابل تحسین ہیں۔ سب سے بڑھ کر ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد نوید اقبال نہایت مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے بے پناہ دباؤ، سفارشوں، دھمکیوں، وکلائے صفائی کے غیر اخلاقی رویوں کے باوجود انصاف اور میرٹ کا بول بالا کرتے ہوئے مبنی بر انصاف یہ تاریخی فیصلہ صادر کیا۔ بین الاقوامی میڈیا کے علاوہ عیسائی اور قادیانی لابی اس فیصلے کے خلاف نہ صرف اپنے غم و غصہ کا اظہار کر رہی ہے بلکہ محترم جج صاحب کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال بھی کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں سپریم کورٹ کو اس سلسلہ میں خصوصی سوموٹو ایکشن لینا چاہیے۔

مقدمہ کی سماعت کے دوران ملزم اور اس کے سرپرستوں کی طرف سے کیس پر اثر انداز ہونے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ ہر پیشی پر برطانوی ہائی کمیشن کی طرف سے اسلام بیزار، ماڈریٹ اور بااثر خواتین کی ایک کثیر تعداد عدالت میں موجود ہوتی اور مقدمہ کی سماعت میں بلاوجہ رکاوٹ ڈالتی۔ یہاں تک کہ 23 نومبر 2012ء کو برطانوی ہائی کمیشن نے کیس میں براہ راست مداخلت کرتے ہوئے ملزم کی رہائی کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے ایک معزز جج کو خط لکھا جسے فاضل جج نے کیس کا حصہ بناتے ہوئے سیشن جج کو کوئی دباؤ قبول کیے بغیر سماعت جاری رکھنے کا حکم دیا۔ دریں اثنا حقوق انسانی کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اصغر کذاب کو ضمیر کا قیدی قرار دے کر حکومت پاکستان سے اس کی غیر مشروط فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ اصغر کذاب کو حقوق انسانی کے تحت آزادئ اظہار رائے کا حق ہے اور اس پر کوئی جرم نہیں بنتا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان اس بات کو یقینی بنائے کہ آئندہ ایسے واقعات پر کسی ملزم کے خلاف نہ پرچہ درج ہو اور نہ کسی کو سزا دی جائے۔ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار اور انصار برنی ٹرسٹ انٹرنیشنل کے چیئرمین انصار برنی ایڈووکیٹ بھی برطانوی حکام کے ساتھ مل کر ملزم کی رہائی کے لیے متحرک ہو چکے ہیں۔ برطانوی دفتر خارجہ کی سینئر وزیر بارونس سعیدہ وارثی نے کہا کہ ہم اصغر کی رہائی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ وہی سعیدہ وارثی ہے جس کے سکینڈلز کی تفصیلات انٹرنیشنل میڈیا میں دیکھی اور پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایڈنبرگ سے رکن پارلیمنٹ شیلا گلمور نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ پارلیمنٹ کو یقین دہانی کروائیں کہ سزائے موت کے مرتکب برطانوی شہری اصغر کو

برطانیہ واپس لایا جائے گا۔ جس کے جواب میں کیمرون نے پارلیمنٹ کو یقین دلایا کہ وہ اصغر کو ہر حال میں واپس لائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نژاد برطانوی شہری کو توہین مذہب کے جرم میں سزائے موت سنائے جانے پر وہ شدید تحفظات رکھتے ہیں۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق ڈیوڈ کیمرون نے پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے حکومت پاکستان کو اپنے خیالات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ برطانوی شہری اصغر کو موت کی سزا سنائے جانے پر سخت پریشان ہیں۔ اُمید ہے حکومت پاکستان ہمارے شہری کو رہا کر دے گی۔ اصغر کذاب کو بچانے کے لیے اس کی بیٹی سوفینہ انگلینڈ میں قادیانی اور عیسائی لابی سے مل کر قانون توہین رسالت کے خلاف مہم چلا رہی ہے۔ تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ مغرب میں ملزم کی رہائی اور قانون توہین رسالت ختم کرنے کے لیے ایک دستخطی مہم چلائی جا رہی ہے جس پر اب تک سات ہزار سے زائد افراد نے دستخط کیے ہیں۔ یہ یادداشت امریکی صدر اوباما سمیت دنیا بھر کے بااثر افراد کو بھجوائی جائے گی۔ 25 فروری 2014ء کو برطانوی ہائی کمیشن کے اعلیٰ عہدیداروں کی اڈیالہ جیل میں ملزم سے ملاقات کے بعد اسے جیل میں وی آئی پی پروٹوکول دیا جا رہا ہے۔ ملزم کو ٹی وی، اخبارات، انٹرنیٹ اور موبائل سمیت کسی بھی ہوٹل سے اپنی مرضی کا کھانا منگوانے کی مکمل سہولتیں حاصل ہیں۔ ان واقعات پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ خود کو مہذب کہلوانے والا مغربی معاشرہ کیا پاکستان کے عدالتی نظام میں بے جا مداخلت کا مرتکب نہیں ہو رہا؟ انہیں کون سی چیز گستاخانِ رسول کی سرپرستی پر اکساتی ہے؟ اُنہیں دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کی دلآزاری میں کیا لذت حاصل ہوتی ہے؟ کیا محسن انسانیت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی ناپاک جسارت کرنا آزادیٔ اظہار رائے کے زمرے میں آتا ہے؟ یہاں ایک بات کا تذکرہ بہت اہم ہے کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کے سلسلہ میں ہمارے اراکینِ پارلیمنٹ کی بے حسی، بے توجہی اور بے پروائی ایک مجرمانہ غفلت سے کم نہیں۔ ان کا اپنا معمولی سا استحقاق مجروح ہو تو یہ پارلیمنٹ میں آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں مگر سرکار دوعالم ﷺ کے عظیم استحقاق پر ان کی مصلحت پسندی اور خاموشی معنی خیز ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ شیطانی حقوق کے پاسداروں کی گھٹیا ذہنیت کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ ہر مسلمان کو اُن کی مذموم کوششوں کا راستہ روکنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے، اسی میں امت مسلمہ کی بقا پوشیدہ ہے۔

زیر نظر فیصلہ کو مجاہد ختم نبوت جناب تیسر علی اور معروف مترجم جناب ریاض محمود انجم نے

اُردو قالب میں ڈھالا۔ عزیزی محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے اس ترجمہ پر عمیق نظر ثانی کی۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ملک گیر سطح پر سرگرم عمل "تحریک تحفظ ختم نبوت جڑانوالہ" نے اس تاریخی فیصلہ کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس سلسلہ میں جناب اسد اللہ ساقی، جناب رضوان شفیق بھٹی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)، جناب عبدالستار اقبال (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) اور جناب حافظ محمد سجاد مدنی کی کاوشیں قابلِ صد ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے!

خاکپائے مجاہدین تحفظ ناموس رسالت ﷺ

محمد متین خالد

لاہور

❁……❁……❁

ایف آئی آر کا متن

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

273688

842/10 تھانہ، صادق آباد، ضلع راولپنڈی، تاریخ ووقت وقوعہ 08/08/10 چھ بجے شام

-1	تاریخ ووقت رپورٹ 22/09/10 بوقت 3:30 رپورٹ نمبر 32	-6	تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت	سپیشل رپورٹ
-2	نام وسکونت اطلاع دہندہ ومستغیث		محمد حفیظ اعوان ولد محمد انور ساکن الاعوان بلڈرز بالمقابل صدیق CNG سٹیشن چراہ روڈ مسلم ٹاؤن راولپنڈی فون نمبر 0300-5169271	
-3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) مال اگر کچھ کھویا گیا ہے۔		جرم 295/C	
-4	جائے وقوعہ وفاصلہ تھانہ سے اور سمت		چراہ روڈ دفتر الاعوان بلڈرز واقعہ گلی نمبر 4 مسلم ٹاؤن بفاصلہ قریب 3 کلومیٹر جانب جنوب مغرب	
-5	کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے۔			

دستخط دستخط انگریزی (رفاقت حسین) عہدہ Si (ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

نوٹ: اطلاع کے نیچے اطلاع دہندہ کا دستخط یا مہر یا نشان انگوٹھا ہونا چاہیئے اور افسر تحریر کنندہ (ابتدائی اطلاع) کے دستخط بطور تصدیق ہونے چاہئیں۔

بخدمت جناب SHO صاحب تھانہ صادق آباد راولپنڈی۔ جناب عالی! سائل

ائرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی کا رہائشی ہوں۔اور مسمی راجہ محمد اصغر سائل کا جاننے والا ہے۔ اورمورخہ 8/8/10 کو شام 6 بجے سائل اپنے دفتر واقع چراہ روڈ صادق آباد بالمقابل صدیق CNG سٹیشن اپنے دوستوں آفتاب احمد قریشی اور محمد شفیق مع دیگر معززین کے علاقہ موجود تھا کہ راجا محمد اصغر سائل کے دفتر ہذا میں آیا۔اور اُس کے ہاتھ میں کچھ دستاویزات موجود تھیں۔سائل نے ہمراہ دیگراں مسمی مذکور کودفتر میں بیٹھنے کے لئے کہا تو دفتر میں موجود مذہبی کیلنڈر جس پر آنحضور ﷺ اور اللہ کا ذکر تحریر دیکھ کر مسمی مذکور نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنے شروع کر دیے جس پر سائل اور دیگران نے اُسے ایسا کرنے سے روکا۔مسمی مذکور نے اپنے ہاتھ میں خود سے لکھی دستاویزات و دیگر کاغذات نکال کر آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا کہ وہ حضور ﷺ کی ذات سے بڑھ کر ہے (استغفر اللہ)! اور اُس نے اپنا وزٹنگ کارڈ جس پر راجا محمد اصغر صلی وعلیہ وسلم تحریر شدہ ہے، دیا اور اس کے علاوہ دیگر کاغذات تحریر شدہ بھی جن پر مسمی مذکور نے اپنے نام کے ساتھ صلی وعلیہ وسلم لکھا ہوا ہے، دیے۔یہ کہ مسمی مذکور اس سے پہلے بھی حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ باتیں کرتا رہا ہے اور آج اس نے انتہا کر دی۔مسمی مذکور کے آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ باتوں اور مواد کے بعد میں نے ہمراہ معززین اُس سے تمام کاغذات اور وزٹنگ کارڈ بھی چھین لیے اور اُسے ایسا کرنے سے روکا تو وہ سائل اور دیگراں کو گالیاں دیتے ہوئے اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے بھاگ گیا اور اپنے آپ کو نبوت کا دعویدار کہتا رہا۔مسمی مذکور کے خلاف آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ باتوں اور تحریر کرنے پر قانونی کارروائی کی جائے۔تمام کاغذات، دستاویزات اور مسمی مذکور کا وزٹنگ کارڈ جس پر راجا محمد اصغر صل وعلیہ وسلم تحریر شدہ ہے۔ہمراہ درخواست پیش کر رہا ہوں۔

عرضے دستخط انگریزی محمد حفیظ اعوان ولد محمد انور ساکن الاعوان بلڈرز بالمقابل صدیق CNG سٹیشن چراہ روڈ مسلم ٹاؤن۔راولپنڈی۔فون نمبر 0300-5169271 بتاریخ 22/9/10

ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی کے رُوبرو ایس ایس پی کا حلفیہ بیان

سرکار ______ بنام ______ محمد اصغر

گواہِ استغاثہ نمبر 5

محمد زرات کیانی، ایس ایس پی، راولپنڈی کا حلفیہ بیان

25.10.2010 کو مجھے ایس ایس پی سٹی راول ڈویژن، راولپنڈی تعینات کیا گیا۔ اسی دن مجھے اس کیس کے سلسلہ میں ایک خط موصول ہوا اور میں نے اس کیس کی تفتیش کا آغاز کر دیا۔ دورانِ تفتیش میں نے وزیٹنگ کارڈ (P-3)، ملزم اصغر کی دو تحریریں، منظور حسین کو لکھا گیا ایک خط (Ex-PD) اور دوسری تحریر، ایس ایچ او گلزار قائد کے نام بتاریخ 25 اکتوبر 2010ء درخواست (EX-PE vide recovery memo Ex-PI/1) جو انگریزی میں لکھی ہوئی تھی، اپنے قبضے میں لے لیں۔ میں نے گواہانِ استغاثہ سے مذکورہ ریکوری میمو کے دستخط حاصل کر لیے۔ نیز میں نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت گواہانِ استغاثہ کے بیانات بھی ریکارڈ کیے۔ اس کے علاوہ میں نے ریکوری میمو (Ex-PG/1) کے مطابق ایک سی ڈی (P-11) مورخہ 25.10.2010 کو حاصل کر لی۔ مزید برآں میں نے نعتیہ کلام (P-1 اور P-2) کی دو سی ڈیز حاصل کیں اور ریکوری میمو (Ex-PC/1) کے مطابق انہیں اپنے قبضہ میں لے لیا۔ میں نے گواہانِ استغاثہ کے بیانات حاصل کیے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت گواہانِ استغاثہ کے بیانات ریکارڈ کیے۔ علاوہ ازیں میں نے ریکوری میمو (Ex-PB/1) کے مطابق وٹز Vitz کار (P-10) مع رجسٹریشن بک (P-9) بھی اپنے قبضے میں لے لی۔ میں نے ملزم کی جامہ تلاشی بھی لی اور اس سے -/71,335 روپے، (P-4)، چشمہ (P-5/1-2)، قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی (P-6)، انگلستان کا ڈرائیونگ لائسنس (P-7)، ایک بٹوہ (پیراشوٹ

سے تیار کردہ) (P-8) برآمد کر لیں اور انہیں ریکوری میمو (Ex-PA/1) کے مطابق اپنے قبضے میں لے لیا۔ نیز میں نے ریکوری کے وقت گواہانِ استغاثہ کے دستخط حاصل کرنے کے علاوہ ان کے بیانات بھی ریکارڈ کیے۔ میں نے جائے وقوعہ (Ex-PJ/1) کا عارضی خاکہ بھی تیار کیا۔

دورانِ تفتیش یہ معلوم ہوا کہ ملزم اصغر نے مدعی کے دفتر آ کر یہ کہتے ہوئے توہین رسالت کا ارتکاب کیا کہ وہ "ملزم" حضرت محمد ﷺ سے افضل (نعوذ باللہ) ہے، نیز اس نے گواہانِ استغاثہ کی موجودگی میں یہ دعویٰ بھی کیا وہ اللہ کا پیغمبر ہے۔ مزید برآں دورانِ تفتیش ملزم نے خود مجھے بتایا کہ جو کچھ اس نے اپنے وزیٹنگ کارڈ پر چھپوایا، یعنی حضرت محمد اصغر صلی علیہ وسلم (نعوذ باللہ)، اس نے خود چھپوایا اور جو خط منظور حسین کو لکھا گیا، وہ بھی اسی نے لکھا تھا اور اسی طرح جو درخواست ایس ایچ او، گلزار قائد کو دی گئی تھی، وہ اس کے اپنے قلم (پین) سے لکھی گئی اور اس پر اس نے اپنے دستخط بھی کیے تھے۔ دورانِ تفتیش اس نے مجھے مزید بتایا کہ میں نے انگلستان سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو انگریزی میں ایک خط لکھا اور اس خط میں اس نے یہی کچھ لکھا اور ذکر کیا۔ ملزم نے یہ حقائق گواہانِ استغاثہ کی موجودگی میں بیان کیے۔

میری طرف سے کی گئی تفتیش کے مطابق ملزم نے دفعہ 295-C کے تحت جرم کا ارتکاب کیا اور اس کا ارتکاب گواہوں کے بیانات کے ذریعے ثابت ہو گیا جو دورانِ تفتیش میرے روبرو پیش ہوئے، نیز میری تفتیش کے مطابق ملزم قصوروار ہے اور اس نے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

جب میں نے ویڈیو کیسٹ (P-11) کو خود ملاحظہ کیا تو اس میں ملزم نے اس وزیٹنگ کارڈ کی ملکیت کا اعتراف کیا جس کے مطابق اس نے خود کو پیغمبر ظاہر کیا تھا اور اس پر "صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ درج تھے، مزید برآں اس نے ایس ایچ او کو دی گئی درخواست کے علاوہ منظور حسین کو لکھے گئے خط کے متعلق بھی تسلیم کیا کہ یہ اس نے تحریر کیے ہیں۔ نیز اس نے یہ اعتراف بھی کیا کہ اس نے یہ سب کچھ کہا تھا۔ دورانِ تفتیش میں نے ملزم کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سے طبی معاینہ بھی کروایا جس کا اہتمام جناب یاسر حسین خان جوڈیشل مجسٹریٹ، راولپنڈی کے حکم نامہ بتاریخ 23-09-2010 کے مطابق کیا گیا اور طبی معاینہ کے بعد ہسپتال انتظامیہ کی طرف سے اسے جسمانی طور پر درست اور صحت مند قرار دیا گیا۔ جب میں نے پہلے دن تفتیش کی تو بھی اس نے رسول اکرم ﷺ کے متعلق گستاخانہ کلمات کہے اور حضرت محمد ﷺ کے بجائے اپنے تئیں پیغمبر

ہونے کا دعویٰ کیا۔ دورانِ تفتیش اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ خدا اس پر وحی نازل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی حیثیت حضرت محمد ﷺ سے بہت بہتر ہے۔ (نعوذ باللہ)! چنانچہ میری مکمل تفتیش، مذکورہ سی ڈی، ملزم سے قبضے میں لیے گئے کاغذات، وزیٹنگ کارڈ وغیرہ اور دوران تفتیش میرے روبرو ملزم کے اعتراف کے باعث میرے نزدیک عدالت میں حاضر محمد اصغر نامی شخص، توہین رسالت کا اصل ملزم ہے۔ میری خفیہ تفتیش کے مطابق بھی اس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

RO&AC

09.01.2014

دستخط

محمد نوید اقبال

ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی

اڈیالہ جیل

بعدالت جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی

ابتدائی معلومات

مقدمہ نمبر	:	54/12
ایف آئی آر نمبر	:	842/2010 بتاریخ 22 ستمبر 2010ء
پولیس سٹیشن	:	صادق آباد، راولپنڈی
بجرم	:	زیر دفعہ تعزیرات پاکستان 295/C

محمد اصغر ولد حکم داد قوم راجپوت سکنہ نا گال پہلوان تحصیل گجر خان۔ ضلع راولپنڈی۔
موجودہ پتہ مکان نمبر 1-197/9 گلی نمبر 7، ائیر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی۔ گلزار قائد۔ راولپنڈی

بنام

سرکار

وکلا منجانب ملزم: بیرسٹر سارہ بلال ایڈووکیٹ (سپریم کورٹ)
محمد اصغر گوندل ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)

وکیل منجانب سرکار: راجہ شجاع الرحمن ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)
جاوید گل ایڈووکیٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر

تاریخ فیصلہ: 23 جنوری 2014ء

فیصلہ

جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی

-1 اس کیس کے مدعی محمد حفیظ اعوان ولد محمد انور نے کیس کے پس منظر کا جو خاکہ اور نقشہ کھینچا ہے، وہ کچھ اس طرح ہے۔

''میں ایئر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کا رہائشی ہوں اور راجا محمد اصغر کو جانتا ہوں۔ مورخہ 8 اگست 2010ء کو شام 6 بجے میں اپنے دوستوں آفتاب قریشی، محمد شفیق اور دیگر کے ہمراہ اپنے دفتر واقع چراہ روڈ صادق آباد بالمقابل صدیق سی این جی اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تھا کہ جب مذکورہ راجا اصغر وہاں آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جس میں کچھ کاغذات تھے۔ میں نے اس کو بیٹھنے کے لیے کرسی پیش کی۔ میرے دفتر میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام والا کیلنڈر لگا ہوا تھا۔ اس کیلنڈر کو دیکھ کر ملزم اصغر نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنے شروع کر دیے جس پر میں نے اور دوسرے لوگوں نے اسے ایسا کرنے سے روکا۔ تب ملزم نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل کھولی اور اس میں سے کچھ دستاویزات اور کاغذات نکالے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں قابل اعتراض اور توہین آمیز کلمات کہنے شروع کر دیے اور اس نے یہ بھی کہا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں (نعوذ باللہ)۔ اس نے ہمیں اپنا وزٹنگ کارڈ بھی دیا جس پر ''راجا محمد اصغر صل وعلیہ وسلم'' لکھا ہوا تھا۔ اس نے ہمیں کچھ دوسرے کاغذات بھی دیے جس پر ملزم محمد اصغر کا نام تھا اور ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی لکھا تھا۔ ملزم اس سے قبل بھی توہین آمیز کلمات کہتا تھا لیکن آج تو اس نے حد کر دی۔ اس کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور قابل اعتراض کلمات کے بعد، میں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر ملزم سے وزٹنگ کارڈ اور کاغذات چھین لیے اور اس کو ایسا کرنے سے روکا جس پر وہ ہمیں گالیاں دیتا ہوا میرے دفتر سے چلا گیا۔ اس نے ہماری موجودگی میں خدا کا

رسول ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ پس ملزم مذکور محمد اصغر کے اس توہین آمیز فعل پر اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی اور ایکشن عمل میں لایا جائے۔ میں اس درخواست کے ساتھ تمام کاغذات، دستاویزات اور وزٹنگ کارڈ دے رہا ہوں جس پر ملزم محمد اصغر کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے"۔

-2 اس درخواست پر 22 ستمبر 2010ء کو ملزم کے خلاف ایف آئی آر نمبر 842/10 (EX-PF/1) تھانہ صادق آباد، راولپنڈی میں درج ہوئی۔

-3 تفتیش کے بعد پولیس نے ملزم کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعہ 173 کے تحت عدالت میں چالان پیش کیا تاکہ ملزم عدالت میں مذکورہ بالا مقدمہ کا سامنا کر سکے۔ 21 جنوری 2011ء کو ملزم پر فرد جرم عائد کی گئی جس پر ملزم نے صحت جرم سے انکار کیا اور مقدمے کی سماعت پر اصرار کیا۔

-4 استغاثہ کو ملزم کے خلاف الزام ثابت کرنے کے لیے ثبوت پیش کرنے کا کہا گیا۔ استغاثہ نے مندرجہ ذیل 6 گواہان کو پیش کیا۔

- ❑ گواہ استغاثہ نمبر 1: عاطف حسین سب انسپکٹر، گواہ استغاثہ نمبر 1 کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوا جس نے ملزم کو گرفتار کیا تھا۔
- ❑ گواہ استغاثہ نمبر 2: محمد حفیظ اعوان جو کیس کا مدعی بھی ہے۔
- ❑ گواہ استغاثہ نمبر 3: محمد شفیق جو وقوعہ کا عینی شاہد ہے۔
- ❑ گواہ استغاثہ نمبر 4: رفاقت حسین سینئر سب انسپکٹر جس نے اس کیس کی ابتدائی تفتیش کی۔
- ❑ گواہ استغاثہ نمبر 5: محمد زرات کیانی ایس پی جو کیس کے تفتیشی افسر کے طور پر پیش ہوئے۔
- ❑ گواہ استغاثہ نمبر 6: سید آصف حسین شاہ انسپکٹر/ایف آئی اے ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹ ماہر لکھائی کے طور پیش ہوئے جنہوں نے ملزم کی لکھائی کا موازنہ کیا۔

-5 ڈپٹی ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر نے گواہان استغاثہ مسمی آفتاب احمد قریشی کی گواہی کو غیر ضروری تصور کرتے ہوئے اور انور علی شاہ کو میڈیکل بورڈ کی رپورٹ مورخہ 7 فروری 2012ء (EX-CA اور EX-CA/1) کے ثبوت میں اُسے وفات شدہ قرار دے کر ان دونوں کی استغاثہ شہادت ختم کر دی۔

-6 ملزم کا بیان ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت ریکارڈ کیا گیا۔ اس نے اپنی صفائی میں ثبوت پیش کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ تاہم عدالت کے اس سوال پر کہ "کیا آپ ضابطہ

فوجداری کی دفعہ 340 کے تحت اپنا حلفا بیان ریکارڈ کرانے کے لیے پیش ہونا چاہتے ہیں؟'' کے جواب پر ملزم نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

''میں نے کہا تھا۔ میں اللہ کا پیغمبر ہوں!''

عدالت کے اس استفسار پر کہ'' کیا آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے؟'' اس کے جواب میں ملزم نے کہا:

''میں اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہوں اور میری فاضل عدالت سے درخواست ہے کہ وہ میرے اعتراف جرم پر نرم رویہ اپنائے اور مجھے کم سے کم سزا سنائے۔

7- مدعی کے وکیل راجہ شجاع الرحمٰن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ایف آئی آر میں ملزم اپنے مجرمانہ کردار کی وجہ سے نامزد اور مخصوص الفاظ ادا کر کے توہین رسالت کا مرتکب ہو چکا ہے۔ انہوں نے مزید دلائل دیتے ہوئے کہا کہ یہ کیس تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C کے تحت درج کیا گیا ہے۔ مدعی اور استغاثہ کے تمام گواہان نے اپنے اپنے بیان فاضل عدالت میں ریکارڈ کروادیے جو وقوعہ کے وقت وہاں موجود تھے جب ملزم نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا۔ پس استغاثہ نے ٹھوس شہادتوں کی بنا پر اس کیس کو باضابطہ طور پر ثابت کر دیا ہے اور وکیل صفائی، قانونی طور پر ملزم کے دفاع میں بری طرح اور مکمل طور پر ناکام رہے ہیں۔ انہوں نے مزید زور دیتے ہوئے کہا کہ وکیل صفائی کی طرف سے تحریری درخواست پر پانچ ڈاکٹروں پر مشتمل ایک مکمل بااختیار میڈیکل بورڈ، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں قائم کیا گیا۔ اس میڈیکل بورڈ میں ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر بھی شامل تھا۔ اس میڈیکل بورڈ کی متفقہ رائے ہے کہ ملزم ذہنی طور پر مکمل صحت مند ہے اور اپنا مقدمہ احسن طریقے سے لڑ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملزم کی تحریر جس میں اس نے خود کو خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے نام کے ساتھ لفظ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا، کو بھی ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹ کے پاس بھیجا گیا۔ لکھائی کے ماہر کی رپورٹ بھی ملزم کے بارے میں مدعی کے موقف کی تصدیق کرتی ہے۔ پس استغاثہ نے اس بات پر زور دیا کہ ملزم کی صحت والے میڈیکل بورڈ فٹنس سرٹیفکیٹ اور لکھائی کے ماہر کی رپورٹ دونوں، ملزم کا جرم ثابت کرنے اور سزا دلوانے کے لیے کافی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملزم کو جب گرفتار کیا گیا تو اس وقت وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک معقول نقد رقم مبلغ =/71,335 روپے اس کے قبضے سے برآمد ہوئی۔ پس ایک پاگل یا ذہنی معذور شخص ڈرائیونگ سیٹ پر نہیں بیٹھ سکتا اور

نہ اتنی بھاری رقم اور دیگر دستاویزات اپنے ہمراہ رکھ سکتا ہے۔ انھوں نے موقف اختیار کیا کہ مدعی اور ملزم کے درمیان کوئی سابقہ رنجش نہیں ہے۔ انھوں نے مزید زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر ان کے درمیان کوئی سابقہ رنجش بھی ہوتی تب بھی ماہر لکھائی (Hand Writing Expert) کی رپورٹ دونوں پارٹیوں کے درمیان کسی بھی چھوٹے سے تنازعہ کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے کیونکہ ملزم کی توہین رسالت والی تحریر کو مدعی یا گواہ سے کسی بھی دباؤ کے تحت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ فائل میں دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے جو کہ سی ڈی کی دکان میں حق ٹی وی چینل نے بنایا تھا۔ ملزم کی گرفتاری کے وقت وہاں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ موجود تھے اور حق ٹی وی چینل جو کہ ایک اسلامی ٹی وی چینل ہے، وہ بھی وہاں واقعہ کی کوریج کے لیے پہنچ گیا تھا اور یہ معاملہ ہے بھی ایسے ہی چینل سے متعلقہ۔ چنانچہ انہوں نے ملزم کی گرفتاری کے وقت ایک ویڈیو فلم بھی بنائی جس میں ملزم نے اپنے جرم کا برملا اعتراف کیا ہے۔ فاضل وکیل صفائی نے اس نکتہ پر بھی توجہ دلائی کہ گرفتاری کے وقت ملزم کے قبضے سے اس کا برطانوی ڈرائیونگ لائسنس بھی برآمد ہوا۔ انہوں نے مزید زور دیتے ہوئے کہا کہ برطانیہ کی ڈرائیونگ لائسنس اتھارٹی کبھی کسی ذہنی معذور شخص کو ڈرائیونگ لائسنس جاری نہیں کر سکتی۔ تاہم پاکستان میں شاید ایسا ممکن ہو لیکن برطانیہ میں نہیں۔ اپنے موقف پر دلائل مکمل کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب ملزم نے بذات خود معزز عدالت کے روبرو اپنا بیان ضابطہ فوجداری کی دفعہ 340(2) اور 342 کے تحت ریکارڈ کرواتے وقت نہ صرف یہ کہ اپنے جرم کا اعتراف کیا بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے ملزم نے لکھا کہ اس کا دعویٰ (کہ وہ خدا کا رسول ہے) درست ہے۔ فاضل وکیل کے مطابق استغاثہ نے ملزم کے خلاف اپنا کیس ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ ملزم کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے کیونکہ وہ اپنے مذموم اور قابل مذمت فعل پر سزائے موت کا مستحق ہے۔

-8 ملزم کے وکیل صفائی محمد اصغر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے اپنے دلائل کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ملزم بے گناہ ہے اور اس کو مدعی نے ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسایا ہے کیونکہ مدعی، ملزم کا کرایہ دار ہے جبکہ ملزم مالک مکان ہے اور جب اس نے مدعی کو مکان خالی کرنے کو کہا تو مدعی نے ملزم کے خلاف یہ جھوٹا مقدمہ درج کروا دیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایف آئی آر وقوعہ کی تاریخ سے ایک ماہ بعد تاخیر سے درج ہوئی۔ انہوں نے مزید کہا کہ دونوں گواہان استغاثہ ملک محمد حفیظ اور محمد شفیق نے عناد میں اپنے بیان قلمبند کروائے۔ لہٰذا گواہان استغاثہ کے عناد کی وجہ

سے ملزم کو سزائے موت کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملزم ذہنی طور پر معذور ہے۔ اس کی بیماری پرانی ہے اور برطانیہ میں اپنے قیام کے دوران وہ زیر علاج بھی رہا ہے۔ انہوں نے مزید نشاندہی کی کہ ملزم کے قبضے سے سی ڈی اور دیگر دستاویزات کی شکل میں کچھ بھی برآمد نہیں ہوا تھا اور مبینہ برآمدگی میں ملزم کو جان بوجھ کر پھنسایا گیا ہے۔ فاضل وکیل صفائی نے یہ بھی افشا کیا کہ ملزم 60، 65 سال کا ایک بوڑھا آدمی ہے۔ لہٰذا اس کے بڑھاپے، نقاہت اور دماغی کمزوری کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو اس الزام سے بری کیا جائے۔ آخر میں وکیل صفائی نے ایمانداری سے تسلیم کیا کہ اس کیس کی خوبیوں اور خامیوں سے قطع نظر ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 (2)10-3) کے تحت ملزم نے اپنا بیان ریکارڈ کرواتے وقت بھری عدالت میں بذات خود اپنے جرم کا برملا اعتراف کیا ہے۔ لہٰذا عدالت سے مجرم کے بارے میں نرم رویہ کی استدعا ہے۔

-9 اس کیس کے تمام مخالف دلائل کو نہایت تفصیل سے سنا گیا اور ریکارڈ مقدمہ کا بھی مطالعہ کیا گیا۔

-10 یہ ایک حساس نوعیت کا کیس ہے جس میں ملزم پر عائد کردہ الزامات کے دو پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ ملزم نے یہ کہہ کر کہ وہ، حضرت محمد ﷺ سے بہتر ہے (نعوذ باللہ)، توہین رسالتؐ پر مبنی گستاخانہ کلمات کہے، ملزم نے اپنے نام کے ساتھ ﷺ کے الفاظ مختلف دستاویزات اور اپنے وزٹنگ کارڈ پر استعمال کیے۔ دوسرا ملزم نے خدا کا رسول ہونے کا بھی دعوی کیا۔ اس نے یہ دعوی بھی کیا کہ اسے خدا کی طرف سے وحی آتی ہے۔

مزید یہ ایک ایسا کیس ہے جس میں وکیل صفائی نے سماعت کے دوران فاضل عدالت میں ایک درخواست دائر کرتے ہوئے یہ موقف اپنایا کہ ملزم دماغی کمزوری کا شکار ہے اور اس کا طبی معائنہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سے کروایا جائے۔ استغاثہ کی درخواست پر اس کیس میں ملزم کی (شان رسالت ﷺ میں کی جانے والی) گستاخانہ تحریر اور اس کے دستخط کے نمونہ وغیرہ کو ٹیکنیکل ایف آئی اے ہیڈکوارٹر اسلام آباد کے لکھائی کے ماہر (Writing Expert) کو موازنہ کے لیے بھیجا گیا۔ اس کیس میں مدعی کا موقف ثابت کرنے کے لیے ثبوت مہیا کیا گیا تھا۔ اس کیس میں ملزم کی گرفتاری کے وقت جب سینکڑوں لوگ اس اہم خبر کو سن کر جمع ہوئے تھے تو ایک ٹی وی چینل نے ملزم کی ایک سی ڈی بھی تیار کی جس میں اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور وہ خاص سی ڈی ریکوری میمو کے تحت پولیس نے اپنے قبضے میں لے لی اور پھر وہ فاضل عدالت کے سامنے

پیش کی۔ اس کیس میں ابتدائی تفتیش ایک سب انسپکٹر نے کی لیکن بعدازاں قانون کے مطابق ایس پی عہدے کے ایک اعلیٰ افسر نے دوبارہ اس کیس کی تفتیش کی۔ ان تمام حقائق سے قطع نظر اس کیس میں ملزم نے فاضل عدالت کے روبرو اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے اور وہ اس فاضل عدالت سے سزا کے سلسلہ میں نرم رویہ کا خواستگار ہے۔ جبکہ دوسری جانب وکیل صفائی نے یہ دلیل اور موقف اپنایا ہے کہ ملزم ذہنی پختگی کا حامل شخص نہیں ہے۔ ملزم اور مدعی کی رنجش کی وجہ سے یہ کیس قائم ہوا۔ کیونکہ مدعی کرایہ دار اور ملزم مالک مکان ہے اور جب مکان خالی کرنے کو کہا گیا تو مدعی نے ملزم کے خلاف یہ کیس درج کروادیا۔ پس یہ اس کیس کا مکمل منظر نامہ ہے جسے فاضل عدالت کو دیکھنا اور تجزیہ کرنا ہے۔

11- عینی شاہد کے طور پر استغاثہ نے محمد حفیظ ملک گواہ استغاثہ نمبر 2 اور محمد شفیق گواہ استغاثہ نمبر 3 کو پیش کیا۔

12- گواہ استغاثہ نمبر 2 محمد حفیظ اعوان نے گواہان کے کٹہرے میں آ کر یہ بیان دیا:

''مورخہ 8 اگست 2010ء کو میں اپنے دفتر میں موجود تھا۔ اس دوران ملزم اصغر جو اس وقت عدالت میں موجود ہے، وہاں آیا۔ میں نے اس کو اپنے آفس میں بیٹھنے کے لیے کرسی پیش کی۔ میرے دفتر کی میز اور دیوار پر کچھ اسلامی اور دینی کیلنڈر رتھے۔ فاضل عدالت میں موجود ملزم نے میرے دفتر میں بیٹھتے ہی (شان رسالت ﷺ میں) توہین آمیز کلمات کہنے شروع کر دیے۔ اس نے بتایا کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وحی پاتا ہے اور اس نے یہ بھی کہا کہ وہ حضرت محمد ﷺ سے افضل ہے۔ میں نے اس کو ایسے الفاظ کہنے سے فوراً روکا۔ اس پر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لفافہ میں موجود کاغذات اور دستاویزات میں سے ایک وزٹنگ کارڈ (P-3) نکالا۔ وزٹنگ کارڈ سنہری رنگ کا تھا۔ اس وقت محمد شفیق، آفتاب قریشی اور میرے کچھ دوسرے دوست بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ فاضل عدالت میں موجود ملزم نے ہمیں مذکورہ بالا وزٹنگ کارڈ دکھلایا جس پر یہ لکھا ہوا تھا، ''نیک نیت رحمت اللہ علیہ حضرت محمد اصغر ﷺ۔ مزید برآں اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لفافے میں رکھے ہوئے کاغذوں میں سے ایک خط (EX-PD) نکالا جو ملزم کی طرف سے اپنے ایک رشتہ دار منظور حسین کو لکھا گیا تھا اور اس پر کچھ قابل اعتراض تحریرات لکھی ہوئی تھیں۔ اس خط میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ گوجر خان سے لے کر راولپنڈی تک آویزاں کیے گئے تمام سائن بورڈز جن پر ''لبیک یا رسول اللہ'' لکھا ہوا ہے اور یہ الفاظ اس (ملزم) کے بارے میں لکھے گئے ہیں اور یہ الفاظ میرے پیغمبر کے طور آنے کی خوشی میں

لکھے گئے ہیں۔ملزم کے مطابق یہ خط لوگوں کے لیے خوشی و مسرت کی خبر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی ہے۔ملزم نے ہمیں ایک اور کاغذ بھی دکھایا جو کہ گلزار قائد راولپنڈی کے ایس ایچ او کے نام ایک درخواست تھی جس میں درخواست کے اختتام پر یہ لکھا ہوا تھا" نیک نیت رحمت اللہ علیہ حضرت محمد اصغر ﷺ۔اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ یہ سب اس کے اپنے ہاتھ کی لکھائی ہے اور یہ کاغذات اس کے اپنے ہیں۔اس نے یہ بھی کہا کہ وزٹنگ کارڈ اس نے خود چھپوایا ہے۔ایسے قابل اعتراض اور توہین آمیز کلمات سننے کے بعد میں صبر نہ کر سکا اور کھڑا ہو گیا اور تمام گواہان استغاثہ کی موجودگی میں، میں نے ملزم سے یہ تمام دستاویزات بشمول وزٹنگ کارڈ چھین لیے۔اس پر ملزم اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا اور میرے دفتر سے جاتے ہوئے اس نے ہم سب کو کہا کہ وہ سب جاہل اور بے وقوف لوگ ہیں اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے وہ میرے دفتر سے نکلا اور چلا گیا۔

-13 دفتر میں موجود ہم سب لوگ حیران اور پریشان ہو گئے۔تب ہم سب نے باہر جا کر اس کو تلاش کرنے کا فیصلہ کیا اور اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ سے معافی مانگنے کے بعد اس کو معاف کرنے اور دوبارہ کلمہ پڑھنے اور ایماندار مسلمان بنانے کا فیصلہ کیا۔ہم نے اس کو ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور بعد میں ہمیں پتا چلا کہ وہ بیرون ملک چلا گیا ہے۔مورخہ 22 ستمبر 2010ء کو مجھے خبر ملی کہ ملزم اصغر واپس آ گیا ہے اور اس نے وہی دوبارہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے اور اپنے آپ کو نبی ظاہر کیا ہے۔اس پر میں صادق آباد پولیس اسٹیشن راولپنڈی چلا گیا۔میں نے متعلقہ ایس ایچ او کو درخواست دی جس پر میرے باضابطہ دستخط موجود ہیں۔میں نے گواہان استغاثہ محمد شفیق اور آفتاب قریشی کو تھانہ میں بلایا، وہ فوراً آ گئے۔میری درخواست پر ایک ایف آئی آر تیار کی گئی اور میں نے مذکورہ بالا وزٹنگ کارڈ اور دوسری قابل اعتراض دستاویزات تفتیشی افسر سب انسپکٹر ملک رفاقت کے سپرد کیں جو مجھے میرے دفتر میں ملزم نے گواہان استغاثہ کی موجودگی میں دی تھیں۔درحقیقت تفتیشی افسر نے یہ سب چیزیں برآمدگی میمو کے تحت اپنے قبضے میں لے لی تھیں۔

تفتیشی افسر ہمارے ساتھ میرے دفتر آئے، انھوں نے تفتیشی افسر کے طور پر پولیس کی کارروائی کرتے ہوئے جائے وقوعہ کا عارضی نقشہ بھی تیار کیا، چنانچہ ہم ملزم کو گرفتار کرنے ملزم کے گھر گلزار قائد روانہ ہوئے۔وہ اس وقت اپنے گھر موجود نہیں تھا، تب تفتیشی افسر رفاقت کو اطلاع موصول ہوئی کہ ملزم اس وقت ائیر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی کے کمرشل ایریا میں موجود ہے۔تب ہم وہاں گئے۔ایک گاڑی گلزار قائد کی کمرشل مارکیٹ کے باہر کھڑی تھی اور

ڈرائیونگ سیٹ پر عدالت میں موجود ملزم اصغر بیٹھا ہوا تھا۔ گاڑی سفید رنگ کی وٹز (Vitz) تھی جس کا رجسٹریشن نمبر QE-792-ICT اسلام آباد تھا۔ تفتیشی افسر نے ہماری موجودگی میں ملزم کو باضابطہ گرفتار کیا اور اس نے ملزم کی جامہ تلاشی لی اور مبلغ -/71,335 روپے، دو عدد عینکیں، شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، برطانیہ کا ڈرائیونگ لائسنس اور ایک بٹوہ ملزم سے برآمد کیے اور ان سب چیزوں کو ریکوری میمو کے ذریعے اپنے قبضے میں لیا۔ یہ تمام چیزیں تفتیشی افسر نے عاطف حسین ASI اور دیگر پولیس کانسٹیبلوں کی موجودگی میں اپنے قبضے میں لے لیں۔ عاطف حسین اے ایس آئی اور میں نے ریکوری میمو پر باضابطہ دستخط کیے۔ تب وٹز (Vitz) کار کی بھی تلاشی لی گئی اور تفتیشی افسر نے اس کی رجسٹریشن کی کتاب، اور دو سی ڈیز بھی اپنے قبضے میں لے لیں۔ گاڑی کو بھی وصولی میمو کے تحت قبضے میں لے لیا گیا۔ اس میمو پر بھی میں نے اور عاطف حسین ASI نے دستخط کیے۔ سی ڈیز کو بھی وصولی میمو کے تحت جن پر کہ میرے اور عاطف حسین کے دستخط تھے، قبضے میں لیا گیا۔ ملزم کی گرفتاری کے وقت "حق ٹی وی چینل" کے رپورٹر رضوان شاہ بھی کیس کی نوعیت بارے معلومات حاصل کرنے وہاں آ گئے۔ انھوں نے ملزم کا انٹرویو بھی لیا اور اس انٹرویو میں ملزم نے ان تمام مندرجہ بالا دستاویزات، درخواست، خطوط اور وزٹنگ کارڈ کی ملکیت کا برملا اعتراف کیا۔ اسی ٹی وی رپورٹر نے اپنے چینل کے لیے ملزم کی (دستاویزی) فلم بھی بنائی جس میں ملزم کو دکھایا گیا ہے۔ رپورٹر رضوان شاہ نے مورخہ 25-09-2010 کو مجھے مندرجہ بالا انٹرویو کی ایک CD(P-11) بھی دی جسے میں لے کر گواہ انور علی شاہ کے ہمراہ پولیس اسٹیشن چلا گیا اور یہ سی ڈی ہم نے متعلقہ تفتیشی افسر کے حوالے کر دی جنھوں نے ریکوری میمو کے ذریعے اس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

-14 مورخہ 25-10-2010 کو مجھے پولیس اسٹیشن سے اطلاع دی گئی کہ ایس پی زرات کیانی اس کیس کے تفتیشی افسر کے طور پر میرے دفتر جائزہ اور تفتیش کے لیے آ رہے ہیں۔ وہ میرے دفتر آئے اور معائنہ کیا۔ سب انسپکٹر رفاقت اور دوسرے پولیس افسر بھی ایس پی کے ساتھ اس وقت موجود تھے، ایس پی زرات کیانی نے دوبارہ جائے وقوعہ کا عارضی نقشہ تیار کیا اور انہوں نے ہمیں پولیس اسٹیشن آنے کا کہا۔ ہم وہاں گئے اور انھوں نے ہم سے وقوعہ سے متعلق تفتیش کی اور بیان بھی ریکارڈ کیا۔ انہوں نے مندرجہ بالا تمام دستاویزات بشمول وزٹنگ کارڈ وغیرہ بھی وصولی میمو کے تحت اپنے قبضے میں لے لیں جس پر استغاثہ گواہان آفتاب قریشی اور شفیق کے دستخط موجود ہیں۔ وٹز گاڑی اور اس کی رجسٹریشن کتاب بھی ایس پی صاحب نے وصولی میمو کے تحت

اپنے قبضہ میں لے لیں، جس پر میرے اور عاطف اے ایس آئی کے دستخط موجود تھے۔ نقد رقم مبلغ -/71,335 روپے، برطانیہ کا ڈرائیونگ لائسنس، دو عینکیں، ایک شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور ایک بٹوہ ایس پی صاحب نے وصولی میمو کے تحت اپنے قبضے میں لیا جس پر میرے اور ASI عاطف کے دستخط موجود تھے۔

تفتیشی افسر رفاقت علی نے ملزم کے خطوط پر فتویٰ بھی لیا اور مفتیان کرام جن میں مفتی مجیب الرحمٰن بھی شامل ہیں، نے فتویٰ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ ''جو شخص حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا، وہ مسلمان نہیں ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے''۔ ملزم توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے، اس نے زیر دفعہ 295-C کے تحت جرم کیا ہے اور اس کو اس کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔

-15 محمد شفیق بطور گواہ استغاثہ نمبر 3 کے طور پر پیش ہوئے۔

''مورخہ 08-08-2010 کو بوقت شام چھ بجے میں اس کیس کے مدعی محمد حفیظ اعوان کے دفتر میں موجود تھا۔ اس دوران عدالت میں موجود ملزم محمد اصغر ادھر آیا اور وہاں بیٹھ گیا، اس کے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا۔ وہاں دیوار پر اسلامی کیلنڈر اور میز پر ٹیبل کیلنڈر موجود تھے جن پر اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک درج تھے۔ اس دوران ملزم اصغر نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں قابل اعتراض اور ناقابل برداشت کلمات کہے۔ ملزم نے یہ بھی کہا کہ دیوار پر لگے کیلنڈر پر حضرت محمد ﷺ کی بجائے اس کا نام ہونا چاہیے تھا، اور یہ سننے کے بعد ہم نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اس پر اس نے اپنا شاپنگ بیگ کھولا اور اس میں سے ایک سنہرے رنگ کا وزٹنگ کارڈ نکالا جس پر یہ لکھا ہوا تھا ''نیک نیت رحمت اللہ حضرت محمد اصغر ﷺ''۔ چند ٹیلی فون نمبرز بھی اس پر لکھے ہوئے تھے۔ پھر ملزم نے ہمیں ایک خط بھی دکھایا جو منظور حسین نامی کسی شخص کو لکھا ہوا تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا، ''مجھے اللہ تعالیٰ کی وحی آتی رہتی ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور میں موجودہ حضرت محمد ﷺ سے افضل ہوں (نعوذ باللہ) اور گوجر خان سے لے کر راولپنڈی تک جو سائن بورڈز نصب ہیں جن پر ''لبیک یا رسول اللہ'' لکھا ہوا ہے، یہ میری آمد کی خوشی اور جشن میں لگائے گئے ہیں اور ان کا تعلق حضرت محمد ﷺ سے نہیں ہے۔ اس نے ہمیں ایک اور تحریر دکھائی جو کہ ایس ایچ او پولیس اسٹیشن گلزار قائد کو لکھی گئی تھی اور اس کے آخر پر ''نیک نیت رحمت اللہ حضرت محمد اصغر ﷺ'' لکھا ہوا تھا۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے پر مدعی محمد حفیظ اعوان اور

میں غصے میں آ گئے اور صبر و تحمل کھو بیٹھے اور اس دوران محمد حفیظ اعوان اپنی نشست سے کھڑا ہوا اور ملزم محمد اصغر سے یہ تمام دستاویزات، خطوط اور وزٹنگ کارڈ وغیرہ چھین لیے۔ اس پر ملزم نے ہمیں کہا کہ آپ ان پڑھ اور جاہل لوگ ہیں اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ اللہ کا رسول ہے، اور ملزم ہمیں سنگین نتائج اور قتل کی دھمکیاں دیتا ہوا دفتر سے چلا گیا۔ ملزم کے دفتر سے چلے جانے کے بعد ہم نے ملزم کے بارے میں تبادلہ خیال کیا اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ ملزم کو "توبہ تائب" اور دوبارہ کلمہ پڑھانے کے بعد چھوڑ دیں گے۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے مدعی سے ملزم کے ٹھکانے کے بارے میں پوچھا تو اس کے خیال میں وہ بیرون ملک چلا گیا تھا۔ اس پر میں بھی پرسکون ہو گیا اور پھر مورخہ 22-09-2010 کو اس کیس کے مدعی محمد حفیظ اعوان نے مجھے ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع دی کہ ملزم محمد اصغر شہر میں آ گیا ہے اور اب بھی توہینات کرتا ہے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ وہ پولیس اسٹیشن جا رہا ہے اور ہمیں بھی وہاں آنے کی پیشکش کی۔ پھر میں اور وہ تھانہ صادق آباد گئے۔ آفتاب قریشی اور محمد حفیظ بھی تھانے میں موجود تھے۔ سب انسپکٹر رفاقت بھی وہیں تھے۔ تمام دستاویزات اور وزٹنگ کارڈ وغیرہ کو جو کہ مدعی نے ملزم سے قبضے میں لیے تھے، ان کو تھانے میں موجود تفتیشی افسر کے حوالے کر دیا گیا۔ تفتیشی افسر نے دستاویزات کی اصلیت کے بارے میں مجھ سے تصدیق کی۔ میں نے تصدیق کی کہ یہ وہی دستاویزات ہیں جو میری موجودگی میں ملزم سے چھینی گئیں۔ تفتیشی افسر نے ان سب چیزوں اور کارڈ وغیرہ کو میرے اور آفتاب قریشی کے دستخط شدہ وصولی میمو کے تحت قبضے میں لیا۔ میرا بیان بھی اسی تفتیشی افسر نے ریکارڈ کیا۔ انہوں نے دفتر کا عارضی نقشہ بھی بنایا۔ مورخہ 25-10-2010 کو مجھے صادق آباد تھانہ سے ایک ٹیلی فون کال موصول ہوئی اور جائے وقوعہ پر پہنچنے کو کہا گیا۔ اس کے مطابق میں مدعی کے دفتر چلا گیا، ایس پی انویسٹی گیشن زرات کیانی وہاں پہنچے اور انھوں نے بھی جائے وقوعہ کا عارضی نقشہ تیار کیا۔ پھر انھوں نے مجھے صادق آباد تھانے بلایا۔ میں وہاں گیا۔ وہاں میں نے دوبارہ وزٹنگ کارڈ اور ملزم کی طرف سے منظور حسین اور ایس ایچ او کو لکھے گئے خطوط کے اصل ہونے کی توثیق کی۔ یہ دستاویزات ایس پی صاحب نے میرے اور آفتاب قریشی کے دستخط شدہ ریکوری میمو کے تحت قبضے میں لے لیں۔ انھوں نے میرا بیان بھی ریکارڈ کیا"۔

16- استغاثہ انتہائی کوششوں کے باوجود دونوں گواہانِ استغاثہ کی شہادتوں میں کوئی سقم یا اثر ڈالنے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ دونوں گواہان استغاثہ نے بالترتیب اپنی

شہادتوں میں یہ موقف ثابت کیا کہ ملزم محمد اصغر نے ان کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ سے (نعوذ باللہ) افضل ہے۔ ملزم نے انہیں وزٹنگ کارڈ بھی دکھایا جس میں اس نے اپنے آپ کو حضرت محمد اصغر ﷺ لکھا ہوا تھا۔ مزید برآں ملزم نے دونوں گواہان استغاثہ کے سامنے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ (ملزم) اللہ کا رسول ہے، پس دونوں گواہان استغاثہ نے اپنی ٹھوس شہادتوں سے استغاثہ کا موقف ثابت کر دیا ہے۔ اگر چہ گواہ استغاثہ نمبر 2 اس کیس کا مدعی ہے جس کے دفتر میں یہ واقعہ رونما ہوا، اور گواہ استغاثہ نمبر 3 محمد شفیق کی موجودگی بھی ایک قدرتی عمل ہے کیونکہ وہ گواہ استغاثہ نمبر 2 کا دوست ہے اور وہ معمول کے مطابق اس وقت دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ لہذا دونوں گواہان استغاثہ وقوعہ کی تاریخ، وقت، ملزم کے طریقہ کار اور توہین رسالت کی تمام عبارتوں اور ملزم کے دعویٰ نبوت پر متفقہ موقف رکھتے ہیں۔ لہٰذا استغاثہ کی ٹھوس شہادت بالکل قابل اعتماد اور فطری ہے۔

-17 جہاں تک اس کیس کے طبی پہلو کا تعلق ہے، ملزم کا دو دفعہ طبی معائنہ کروایا گیا، پہلی دفعہ ملزم کی گرفتاری کے بعد اس کیس کے تفتیشی افسر ایس پی زرت کیانی نے فاضل جوڈیشل مجسٹریٹ راولپنڈی جناب یاسر حسین صاحب کی ہدایت پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے ملزم کا طبی معائنہ کروایا اور متعلقہ حکام نے ملزم کو جسمانی طور پر مکمل صحت مند قرار دیا۔ جبکہ بعد ازاں ٹرائل کورٹ میں زیر سماعت مقدمے کے دوران فاضل وکیل صفائی مس سارہ بلال ایڈووکیٹ نے ایک درخواست بعذر پیش کی کہ ملزم محمد اصغر دماغی کمزوری کا شکار ہے، پس اس کا ایک میڈیکل بورڈ کے ذریعے معائنہ کروانا چاہیے۔ چنانچہ اس عدالت کی ہدایت پر پانچ ڈاکٹروں پر مشتمل جن میں ایک ماہر نفسیات بھی شامل تھا، ایک میڈیکل بورڈ قائم کیا گیا۔ اور ان سب نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا کہ ملزم دماغی طور پر مکمل صحت مند انسان ہے۔ لہٰذا ان دونوں میڈیکل رپورٹوں کی روشنی میں ملزم شیزوفرینیا (Paranoid Schizophrenia) کا بھی مریض نہیں ہے اور دماغی طور پر ایک تندرست انسان ہے، پس وہ مقدمے کا سامنا کرنے کے لیے موزوں ہے۔

-18 یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فاضل عدالت کی طرف سے ملزم کو میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کی روشنی میں ملزم کو فٹ اور ذہنی تندرست قرار دیے جانے پر، اس معاملے پر اعتراضی نکتہ اٹھاتے ہوئے اس کو معزز ہائی کورٹ لاہور کے راولپنڈی بینچ میں چیلنج کیا گیا کہ ملزم کا کراچی کے سپیشلسٹ ڈاکٹر سے طبی معائنہ کروایا جائے اور معزز ہائی کورٹ نے اس درخواست کو بذریعہ آرڈر مورخہ 28-12-2011 خارج کر دیا۔ پس میڈیکل بورڈ کی شہادت اس بات کو تقویت دے رہی

ہے کہ مقدمے کا سامنا کرنے والا ملزم کسی دماغی کمزوری کا شکار نہیں بلکہ وہ ہر لحاظ سے ایک مکمل صحت مند انسان ہے۔

19- ملزم کی دستخط شدہ توہین آمیز دستاویزات، اپنے سالے کو لکھے گئے خطوط بشمول مقدمے کی سماعت کے دوران فاضل عدالت کی طرف سے نمونہ کے طور پر اس مقصد کے لیے حاصل کردہ تین صفحات تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ آیا تمام دستاویزات ملزم نے خود لکھیں اور دستخط کی ہیں یا نہیں وغیرہ وغیرہ، FIA لیبارٹری اسلام آباد کے لکھائی کے ماہر کو بھیجے گئے۔ ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹ کی رپورٹ (EX-PM, EX-PM/1, EX-PM/2) نے یہ واضح کر دیا کہ دونوں تحریریں ایک جیسی ہیں اور یہ ملزم اصغر کی لکھی ہوئی ہیں۔ ماہر لکھائی (Writing Expert) گواہ استغاثہ نمبر 6 آصف حسین شاہ کو بھی وکیل صفائی کی جرح کے مرحلے سے گزرنا پڑا لیکن وہ اس سے اپنے مطلب کی کوئی موافقت حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

20- اس کیس کے ایک اور پہلو کا یہاں ذکر کرنا ناگزیر ہے کہ فاضل وکیل صفائی نے یہ موقف اختیار کیا کہ مدعی اور ملزم کے درمیان رنجش تھی۔ چونکہ مدعی، ملزم کے مکان میں کرایہ دار تھا اور جب ملزم نے اس سے مکان خالی کرنے کو کہا تو اس نے ملزم کے خلاف یہ جھوٹا اور من گھڑت کیس بنوا دیا اور ملزم کو اس کیس کے بھنور میں ایسا پھنسایا کہ وہ اس میں سے آسانی سے نہ نکل سکے۔

21- فرض محال لحہ بھر کے لیے یہ سمجھ لیا جائے کہ مدعی اور ملزم کے درمیان گھر خالی کرانے کا جھگڑا تھا، پھر بھی یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر کار یہ توہین آمیز دستاویزات، وزٹنگ کارڈ اور خطوط کہاں سے آئے کہ جس میں ملزم نے خود کو خدا کا رسول ظاہر کیا ہے۔ کیا کسی دھمکی یا بندوق کی نوک پر مدعی نے ملزم سے یہ (گستاخانہ) تحریرات لی ہیں یا مدعی نے رشوت دے کر پولیس یا تفتیشی افسر کے ذریعے یہ منظم سازش تیار کی ہے؟ تو اس سوال کا فوری جواب ''نہیں'' ہے۔ جیسا کہ ملزم نے خود پولیس کے سامنے اس کا اعتراف کیا کہ یہ اس کی اپنی لکھائی ہے اور بالخصوص لکھائی کے ماہر (Hand Writing Expert) کی یہ رپورٹ اس معمہ کو حل کرنے کے لیے کافی ہے۔ پس فاضل عدالت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ تحریرات خود ملزم نے لکھی ہیں اور وکیل صفائی کا گھر کے معاملے پر رنجش والا موقف کسی صورت بھی اس کیس میں قائم نہیں کیا جا سکتا۔

22- تفتیشی افسر نے ملزم کے قبضے سے کچھ سی ڈیز بھی برآمد کیں اور ریکوری میمو کے تحت انہیں اپنے قبضے میں لے لیا۔ مزید برآں ملزم کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح گلزار قائد

کے علاقے میں پھیل گئی اور اس خبر سے بہت سے لوگ جن میں کچھ TV چینل بھی شامل ہیں، وہاں جمع ہو گئے۔حق TV چینل نے تو اس منظر کی فلم بھی بنائی جس میں (متنازعہ مواد کی) برآمدگی اور ملزم کو گرفتار ہوتے بھی دکھایا گیا ہے، اس چینل کے نمائندے کی طرف سے پوچھے گئے ایک سوال پر ملزم نے یہ اعتراف کیا کہ توہین آمیز کلمات والے خطوط اسی نے لکھے ہیں جس میں اس نے اپنے آپ کو "حضرت محمد اصغر ﷺ" ظاہر کیا ہے اور (متنازعہ) وزٹنگ کارڈ بھی اس کا اپنا ہے۔

-23 فاضل عدالت نے یہ CD بھی دیکھی ہے اور اس CD میں ملزم نے ان دستاویزات اور وزٹنگ کارڈ کی اپنی ملکیت اور ان کے چھپوانے کا اعتراف کیا ہے۔ فاضل عدالت کی رائے میں اس CD میں ٹی وی نمائندے کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کا ملزم کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ لہٰذا فاضل عدالت کی نظر میں ملزم کے خلاف یہ CD ایک ٹھوس شہادت ہے اور مذکورہ CD کے مواد کے مطابق جب ملزم کو صادق آباد پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تو سینکڑوں لوگ پولیس اسٹیشن کے باہر جمع ہو گئے۔ انھوں نے ملزم کے خلاف نعرے بازی کی اور کچھ لوگوں نے تو ملزم کا منہ بھی کالا کر دیا۔

-24 اس کیس کے تفتیشی افسر ایس پی زرات کیانی (گواہ استغاثہ نمبر 5) نے مدعی کے موقف کی نہ صرف تائید کی بلکہ انھوں نے یہ بھی بیان دیا کہ ملزم محمد اصغر نے ان کے سامنے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہہ کر توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے، اور ملزم نے تفتیشی افسر کے سامنے خود کو "اللہ کا رسول" ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ مذکورہ گواہ استغاثہ پر وکیل صفائی کی طرف سے جرح کی گئی، اس کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں کہ وہ گواہ سے اپنے حق میں کچھ کہلوالیں۔ چنانچہ تفتیشی افسر نے ان تمام ثبوتوں اور حقائق کی روشنی میں ملزم کو قصوروار ٹھہرایا اور ملزم کو جیل بھیجتے ہوئے کیس کا چالان متعلقہ عدالت میں پیش کر دیا۔

-25 اس کیس کے مندرجہ بالا بیان کردہ حقائق اور تفصیلات کے علاوہ مقدمہ کی سماعت کے دوران ملزم اصغر نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اس عدالت میں موجود اپنے وکیل صفائی اصغر علی گوندل ایڈووکیٹ اور لکھائی کے ماہر (Hand Writing Expert) انسپکٹر آصف حسین شاہ، جیل اور عدالت کے اہلکاروں کے روبرو عدالت میں ان الفاظ میں اعتراف جرم کیا:

"جناب! مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے جرم کا اعترف کرتا ہوں اور برائے مہربانی مجھے کم سے کم سزا دی جائے"۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ (2)340 کے تحت پوچھے

جانے والے سوالات کا جواب دینے کے لیے ملزم نے عدالت سے کاغذات وصول کیے اور اس نے عدالت کی طرف سے انگریزی میں ریکارڈ کیے گئے بیان کو کاٹ کر یہ لکھا: ''میں نے کہا تھا میں پیغمبر ہوں''۔ اور اس نے اس پر اپنے دستخط بھی کیے۔ یہ دستاویز EX-CB ہے۔

26- لہٰذا اس موقع پر جبکہ ملزم نے اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھاتے ہوئے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا ہے، چنانچہ اس کیس کی تمام گتھیاں سلجھ گئی ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ ملزم اصغر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C کا مرتکب ہوا ہے۔

28- مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ اختصار کے ساتھ یہ ہے کہ استغاثہ نے ملزم کے خلاف اپنا کیس ٹھوس اور دستاویزی شہادتوں کے ساتھ ثابت کردیا ہے جبکہ بالخصوص ملزم نے فاضل عدالت کے روبرو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اپنا بیان قلم بند کروانے کے دوران اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے اور سزا میں نرمی کی درخواست کی ہے، جبکہ فاضل عدالت کی یہ رائے اور ٹھوس موقف ہے کہ ملزم محمد اصغر ولد حکم داد نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا عدالت ملزم کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت کا حکم سناتی ہے۔ ملزم کو موت واقع ہونے تک پھانسی دی جائے۔ ملزم کو مبلغ دس لاکھ روپے جرمانے کو طور پر بھی ادا کرنے ہوں گے اور عدم ادائیگی کی صورت میں ملزم کو مزید چھ ماہ قید بامشقت بھگتنا ہوگی۔ تاہم جب تک معزز ہائی کورٹ اس سزا کی توثیق نہیں کرتی، ملزم کی سزا قابل عمل نہ ہوگی۔ ملزم کو آگاہ کردیا گیا ہے کہ وہ 7 دن کی مقررہ مدت کے اندر معزز ہائی کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے۔

29- اس فیصلے کی ایک نقل ملزم کو بلا قیمت فراہم کی جارہی ہے۔ سزائے موت کی تصدیق کے لیے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 347 کے تحت کیس فائل مع تمام دستاویزات اور پولیس فائل، ریفرنس کے طور پر معزز ہائی کورٹ کو بھیجا جائے۔ فائل کو متوقع تکمیل کے بعد ریکارڈ روم میں بھیجا جائے۔

دستخط: تاریخ فیصلہ

محمد نوید اقبال 23 جنوری 2014ء

ایڈیشنل سیشن جج، راولپنڈی

حال اڈیالہ جیل کیمپ

British
High Commission
Islamabad

Consular Section
Diplomatic Enclave
P.O. Box 1122
Ramna 5, Islamabad

Tel: +92 (0)51 201 2000
Fax +92 (0)51 201 2019
www.ukinpakistan.fco.gov.uk

23 November 2012

[redacted]
Honourable High Court Judge
Lahore High Court (Rawalpindi Bench)

Dear Sir,

I am writing to you regarding the case of Mohammad Asghar, a British national currently detained in Adiala Jail, Rawalpindi. In October 2012, I understand that Mr Asghar's lawyers filed an appeal against the constitution of the medical board that assessed Mr Asghar, and we are writing in connection with this appeal.

Mr Mohammad Asghar was arrested on 22 September 2010 in Sadiqabad, Rawalpindi. The arrest was made following a complaint made by Mr Mohammad Hafeez, who alleged that Mr Asghar had committed blasphemy. The case was registered under FIR 842/2010 dated 22 September 2010.

The British High Commission has been providing consular assistance to Mr Asghar since his arrest in 2010 and would like to take this opportunity to respectfully set out its concerns regarding various aspects of this case.

First, the British Government is concerned that Mr Asghar may face the death penalty if found guilty. It is the United Kingdom's longstanding policy to oppose the death penalty in all situations, and to seek to raise our concerns to avoid the execution of any British national anywhere in the world.

Second, the British Government has specific concerns about the mental health evaluation that Mr Asghar received on 18 January 2012. We note that Pakistan is a signatory to the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights (ICESCR), Article 12 of which provides that everyone has the right to enjoy the highest attainable standard of physical and mental health. As you will be aware, there are UN norms and standards which govern the rights of the mentally ill, and should be applied equally to everyone without discrimination. Principle 20 of the Principles for the Protection of People with Mental Illness and the Improvement of Mental Health Care provides that mentally ill persons detained within the criminal justice system are entitled to the best available health care, equivalent to that available outside penal institutions, including the requirement to